www.wilayattimes.com
اشاعت کا تیسرا سال

ہفت روزہ ولایت ٹائمز

WILAYAT TIMES

سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:04 ☆ شمارہ نمبر:14 ☆ تاریخ:02 اپریل 2018 تا 8 اپریل 2018ء بمطابق 15 رجب 21 رجب 1439ھ ☆ صفحات:8

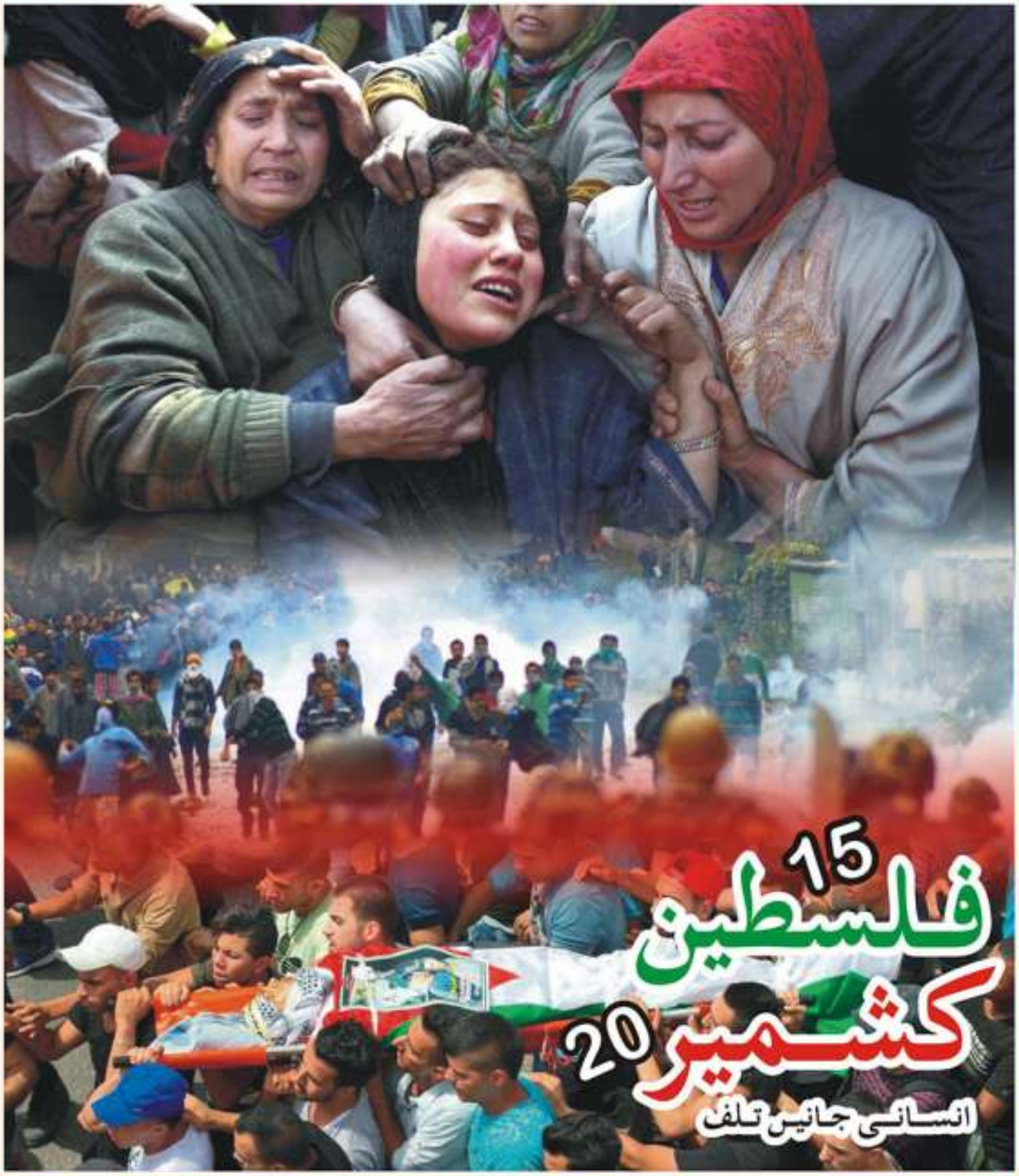

امام علیؑ کی ذات اقدس اور ہمار ذمہ داری؟

آج جب ہم تیرہ رجب کی خوشیاں منانے میں مصروف ہیں ، جب ہر طرف چراغانی ہے ، جب ہر طرف مبارکبادی کے سلسلے ہیں پھول ہیں ، گلدستے ہیں ، عطر آگیں ماحول ہے ، ایسے میں کیا ضروری نہیں کہ ہم اپنی فریاد کرتی چیختی چلاتی روح کی طرف ایک نیم نگاہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کیوں فریادی ہے ، کیا بہترین ردیف و بہترین قافیوں کی بندش میں امام علی علیہ السلام کی شان میں قصائد سپرد قرطاس کرنے والوں پر لازم نہیں کہ دیکھیں امام علی علیہ السلام ان سے کیا کہہ رہے ہیں ، نہج البلاغہ ان سے کیا کہہ رہی ہے ؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا حال بقول رہبر انقلاب اسلامی ایک ایسے بیمار کا ہو جس کی جیب میں یا الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا جبکہ اپنے مرض کی تکلیف سے تڑپتا بھی ہے ۔

از قلم: سید نجیب الحسن زیدی

13 رجب کی تاریخ ایک بڑی تاریخ ہے اس دن تاریخ کے اس عظیم المرتبت انسان کی ولادت ہوئی ہے جس کی تعلیمات سے آج بھی بنی نوع بشر بہرہ مند ہو رہی ہے وہ انسان جس کا دل صرف اپنوں ہی کے لئے نہیں ہر ایک انسان کے لئے تڑپتا تھا۔ کیا ایسے انسان کی ولادت کا جشن ہمارے ممالک میں اس انداز میں نہیں ہونا چاہیے کہ دیگر قومیں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ ہم تاریخ کی کس عظیم ہستی کی ولادت منا رہے ہیں اور جس کی ولادت منا رہے ہیں اس نے انسانیت کو کیا دیا ہے؟ جب ہم امام علی علیہ السلام کی ولادت کا جشن منائیں تو کیا بہتر ہو کہ یہ جشن کچھ اس انداز سے منایا جائے کہ لوگوں کو آپ کی تعلیمات کا پتہ چل سکے اور خود ہم اس 13 رجب کو عہد کریں کہ ہماری زندگی راہ علی پر گزرے گی اس لئے کہ علی کی زندگی سیرت پیغمبر کی آئینہ دار وہ زندگی ہے جس کا ایک ایک پل ویسا گزرا جیسا خدا کو مطلوب تھا۔

اہلسنت عالم دین سید ابوالحسن ندوی امام علی علیہ السلام کے پیغمبرؐ سے مانوس ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاندانی اور نسبی تعلق، ایک عمر کی رفاقت اور روزمرہ کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کی وجہ سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو آپ کے مزاج اقدس، طبع سے اور ذات نبوی کی خاص صفات و کمالات سے گہری مناسبت ہو گئی تھی، جن سے اللہ تعالی نے اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوازا تھا، وہ آپ کے میلان طبع اور مزاج کے رخ کو بہت باریک بینی اور چھوٹی بڑی باتوں کی نزاکتوں کو سمجھتے تھے، جن کا آپ کے رجحان پر اثر پڑتا ہے، یہی نہیں بلکہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو ان کے بیان کرنے اور ایک ایک گوشہ کو اجاگر کر کے بتانے میں مہارت تھی، آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و رجحان اور طریق عمل کو بہت ہی بلیغ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ چاہے ہم ہوں جو علی علیہ السلام کو اپنا پہلا امام مانتے ہیں چاہے ہمارے اہلسنت برادران ہوں اگر انہیں صحیح انداز میں آگے بڑھنا ہے اور زندگی کے نشیب و فراز سے سربلند گزرنا ہے تو ضروری ہے کہ وہ علی کی زندگی کے رہنما اصولوں کو اختیار کریں تاکہ دین و دنیا میں سرخ رو ہو سکیں۔ یقینا ایسی شخصیت کی عملی زندگی سے آشنا ہونا ہم سب کے لئے ضروری ہے جسے اپنوں تو کیا غیروں نے زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آئیں دیکھیں غیر مسلم دانشوروں نے امام علی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا ہے اور ان کی گفتگو کے بعد ہماری ذمہ داری ایک پیرو علی ع ہونے کی حیثیت سے کیا ہے:

سلیمان کتانی کا امام علی علیہ السلام کے بارے میں یہ ایک جملہ کتنا سچا اور پیارا ہے کہ: تمام فضائل و خصائل علی علیہ السلام میں اکٹھے ہو گئے تھے، وہ جب منظر عام پر آئے تو انسان کی عظمت بلند ہوئی اور یہ علی علیہ السلام ہی کی مرہون منت ہے"۔
ایک اور مقام پر کہتے ہیں: جس وقت علی علیہ السلام کو خلافت ظاہری حاصل ہوئی، تو انہوں نے اپنا وظیفہ اور فرض سمجھا کہ دو محاذوں پر مقابلہ کیا جائے۔ پہلا محاذ لوگوں کو انسانی بلندی و عظمت سے آگاہ کرنا تھا اور دوسرا فتوحات جنگی کو اسلامی اصولوں کے تحت استوار کرنا تھا۔ یہی نکات تھے جو سرداران عرب کو ناپسند تھے اور انہوں نے بغاوت کے علم اٹھائے"۔

عیسائی مصنف Poul Salama امام علیؑ کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

جی ہاں میں ایک عیسائی ہوں، لیکن وسعت نظر کا حامل ہوں، تنگ نظر نہیں، گرچہ میں عیسائی ہوں لیکن ایک ایسی شخصیت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں تمام مسلمانوں کا کہنا ہے کہ خدا ان سے راضی ہے، ایسی شخصیت جس کا عیسائی احترام کرتے ہیں اور اپنے اجتماعات میں ان کی ذات کو موضوع سخن قرار دیتے ہیں اور ان کے فرامین کو اپنے لیے نمونہ عمل سمجھتے ہیں، آئینہ تاریخ نے پاک و پاکیزہ اور اپنے نفس کو کچلنے والی بعض نمایاں ہستیوں کی واضح تصویر کشی کی ہے، ان میں علیؑ کو سب سے برتری حاصل ہے۔ یتیموں اور فقراء کی حالت زار دیکھ کر غم سے نڈھال ہو کر آپ کی حالت ہی غیر ہو جاتی تھی اے علیؑ آپ کی شخصیت کا مقام ستاروں کے مدار سے بھی بلند و برتر ہے۔ یہ نور کی خاصیت ہے کہ پاک و پاکیزہ باقی رہتا ہے اور اور گرد و نواح کے گرد و غبار اسے داغدار اور آلودہ نہیں کر سکتے۔ وہ شخص جو شخصیت کے اعتبار سے آراستہ پیراستہ ہو وہ ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا، آپ کی نجابت و شرافت دوسروں کے غم بانٹنے کے ذریعے پروان چڑھی شک نہیں کہ دینداری اور ایمان کی حفاظت میں جام شہادت نوش کرنے والا مسکراتے ہوئے ہر درد و الم کو قبول کرتا ہے"۔

کیا قابل غور نہیں کہ ایک عیسائی اس والہانہ انداز میں گفتگو کر رہا ہے اور وہ بھی امام علی علیہ السلام کے سلسلے سے اگر ایک عیسائی دانشور علیؑ کی شخصیت میں دوسروں کا درد دیکھ رہا ہے اگر فقراء کو دیکھ کر علیؑ کا پگھلنا دیکھ رہا ہے تو ایسے میں ہماری ذمہ داری کیا ہے ایک علیؑ کے چاہنے والے کی حیثیت سے؟ کیا علی کی زندگی ہم سے مطالبہ نہیں کرتی کہ ہم اپنے سماج اور معاشرہ میں غریب و نادار طبقے کا ہاتھ پکڑیں؟ کیا علی کی زندگی ہم سے مطالبہ نہیں کرتی کہ دوسروں کا غم بانٹتے انہیں بلا کریں اگر علیؑ کی شخصیت درد و غم و اندوہ سے نکھرتی ہے تو ہمیں بھی مصائب و آلام اور پریشانیوں میں خود کو سنبھالتے ہوئے جادہ عشق پر سربلند و سرفراز ہو کر چلنا ہوگا۔

ایک اور مقام پر ایک اور مستشرق برطانوی مصنف جرنل سر پرسی سائیکس (Gerenal Sirpercy Syked) امام علی علیہ السلام کے بارے میں یوں کہتے نظر آتے ہیں "حضرت علیؑ دیگر خلفاء کے درمیان شرافت نفس، بزرگواری اور اپنے ماتحت افراد کا خیال رکھنے کے اعتبار سے بہت مشہور تھے۔ "بڑے لوگوں کی سفارشات اور خطوط آپ کی کارکردگی پر اثر انداز نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے قیمتی تحائف پر آپ ترتیب اثر دیتے تھے۔ اموال کے معاملے میں حضرت علیؑ کی دقت نظر اور ایمانداری کے باعث لالچی عرب آپ سے نالاں تھے"۔ اس عیسائی مصنف کا امام علی علیہ السلام کے بارے میں یوں اظہار خیال کیا ہم سے یہ تقاضا نہیں کرتا کہ آج سیرت علیؑ پر عمل کرتے ہوئے ہمیں اپنی زندگی میں انہیں چیزوں کا اپلائی کرنا ہوگا جو امام علی علیہ السلام کی حیات میں نظر آتی ہیں؟ اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد ایک عیسائی مصنف اگر علی علیہ السلام کو اس لئے یاد رکھے ہوئے ہے کہ علی اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے تو ہم کہاں پر ہیں؟ اپنے ماتحتوں کے ساتھ ہمارا طرز عمل کیا ہے؟ علیؑ اگر امانت کے سلسلہ سے بہت زیادہ حساس تھے تو ہم کتنے حساس ہیں؟

ایک اور برطانوی مصنف اور ماہر تعلیم سائمن اوکلے (1678-1720) یوں کہتے نظر آتے ہیں: "علیؑ ایسے صاحب فصاحت تھے عرب میں ان کی باتیں زبان زد عام ہیں، آپ ایسے غنی تھے مساکین کا ان کے گرد حلقہ رہتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہماری زندگی ایسی ہے کہ ہمارے ارد گرد مساکین و فقراء کا حلقہ رہے؟ یا ہم اس حلقہ کو ڈھونڈتے ہیں جہاں اغنیاء و ثروت مند افراد نظر آتے ہیں؟

فرانس کے میڈم دیالفو Madame Dyalfow کہتے ہیں:
آپ اسلام کی سربلندی کے لیے مظلومیت کے ساتھ وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے، حضرت علیؑ وہ باعظمت ہستی ہیں جنہوں نے ان تمام بتوں کو توڑ ڈالا جنہیں عرب یکتا خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ اس طرح آپ توحید پرستی اور یکتا پرستی کی تبلیغ کرتے تھے، آپ ہی وہ ہستی ہیں جس کا ہر عمل اور کام مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ ہوا کرتا تھا۔

یہ صرف فرانس کے دانشور ہی نہیں بلکہ برطانوی ماہر تاریخ ایڈورڈ گبن (1737-1794) بھی امام علی علیہ السلام کے بارے میں کہتے نظر آتے ہیں: "حضرت علیؑ لڑائی میں بہادر اور تقریروں میں فصیح تھے، وہ دوستوں پر شفیق اور دشمنوں پر فراخ دل تھے"۔

اب یہاں پر بھی ہمیں خود سے سوال کرنا ہے کیا ہمارا رسم و قسم وہی ہے جو علی کا تھا کیا ہماری زندگی میں وہ توحید پائی جاتی ہے جس کے لئے علیؑ نے جنگیں لڑیں کیا ہمارا مزاج مسلمانوں کے ساتھ ویسے ہی منصفانہ ہے جیسا علیؑ کا تھا؟ ان مصنفین کے جملوں کو دیکھیں اور خود کو ان جملوں کے میزان پر تولیں کیا ہم ایسے ہی ہیں؟ کیا ہم اپنے بھائیوں اور برادران دینی کے ساتھ منصفانہ مزاج رکھتے ہیں؟ کیا ہمارا کام ہمارا عمل حتی ہمارا نظریہ منصفانہ معیاروں پر استوار ہے؟ کیا جہاں ہم ہوں وہاں انصاف و عدل کی خوشبو آتی ہے یا جہاں پہنچ جائیں وہاں ظلم کا سیاہ دھواں اٹھتا نظر آتا ہے، کیا ہم اپنے دوستوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں کیا اپنے دشمنوں کے ساتھ ہماری عداوت و دشمنی کا کوئی معیار ہے، یا جو فراخ دلی امام علی علیہ السلام کی دشمنوں کے ساتھ تھی وہ ہم اپنے دوستوں کے ساتھ بھی نہیں دکھا پاتے؟

معروف تاریخ پروفیسر فلپ کے حتی (1886-1978) کہتے ہیں" سادگی حضرت علیؑ کی پہچان تھی انھوں نے بچپن سے اپنا دل و جان رسول خدا کے نام کر دیا تھا۔

کیا ہم اپنے طرز زندگی میں سادہ ہیں یا دنیا کی زرق و برق میں پوری طرح یوں غرق ہیں کہ سادگی محض ایک حرف بن کر رہ گئی ہے ہماری زندگی میں سب کچھ ہے سوائے سادگی کے، ہم فیشن اور زمانے کی ضرورت کی آڑ میں وہ سب کچھ کرتے ہیں جس کی علیؑ کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں تھی بلکہ علی کی جنگ ہی ایسے لوگوں سے تھی جو دنیا میں اس طرح رنگ گئے تھے کہ سادہ زیستی ان کے لئے آبرو کا مسئلہ بن گئی تھی وہ ایک عام آدمی کی طرح سادہ نہیں جی سکتے تھے انہیں تام جھام کی ضرورت تھی، انہیں اپنے انسان ہونے پر فخر نہ تھا بلکہ وہ اپنے مادی وسائل و ذرائع پر فخر کرتے تھے۔

سر ولیم میور (1905-1918) ایک الگ زاویہ کے تحت امام علیہ السلام کی زندگی میں پائی جانے والی دانشمندی و شرافت کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت علیؑ ہمیشہ مسلم دنیا میں شرافت اور دانشمندی میں مثال رہیں گے۔"
اب ہم سوچیں کیا ہمارے زندگی کے فیصلے ہماری دانشمندی کی علامت ہیں کیا ہم ایسے مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر ہمارے غیر مسلم بھائی کہہ سکیں کہ یہ ایسا علی علیہ السلام کا ماننے والا ہے جو دانشمندی و شرافت مندانہ زندگی میں علی علیہ السلام کی طرح بے مثال ہے

برطانوی ماہر جنگ جیرالڈ ڈی گورے (1897-1984) ایک مقام پر کہتے ہیں حضرت علیؑ کے اسلام سے خالصانہ تعلق خاطر اور معاف کرنے کی فراخدلی نے ہی ان کے دشمنوں کو شکست دی۔ اب ہم سوچیں کہ ہمارا اسلام سے تعلق کس قدر خالص ہے اور کیا ہم کسی خطا کا شکار ہونے والے اپنے ہی دوست کو معاف کرنے پر تیار ہیں؟ یا ہر وقت بدلہ لینے کی فکر ہمیں ستائے رہتی ہے اور جب تک ہم بدلہ نہ لے لیں آتش انتقام فرو کش نہیں ہوتی؟

جاری صفحہ3پر

وہ مظلوموں کے خون سے رنگین سرزمین یمن ہو، دہشت گردوں کی وحشیانہ کاروائیوں سے کھنڈرات میں تبدیل سرزمین شام، یا پھر بے گناہوں کے لہو سے رنگین عراق وافغانستان، یہ بے گناہوں کا خون ارزاں رہے گا تب تک جب تک کہ ہم دنیا کے اندر انصاف کا مزاج نہ پیدا کر دیں اور لوگوں کے دلوں میں وہ درد نہ منتقل کر دیں جسے دردِ علیؑ کہا جاتا ہے۔ وہ انصاف کی خو ہو یا علیؑ کا درد دونوں ہی چیزوں کو علیؑ کی کتاب نہج البلاغہ بیان کر رہی ہے۔ ورنہ دنیا میں انسان بھیڑیا بن کے اپنے ہی ہم نوعوں کو چیرتا پھاڑتا رہے گا جیسا کہ توماس ھابس کے مشہور نعرہ میں آیا ''انسان ہی، انسان کے لئے بھیڑیا ہے'' یہی نعرہ عملی ہوتا رہے۔

امام علی علیہ السلام کے سلسلہ سے مختلف مکاتب فکر سے متعلق دانشوروں کے اظہار خیال کے یہ چند نمونے تھے جنہیں ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا، اس طرح اور اس سے بھی بہتر ایسے مسحور کن جملے آپکو امام علی علیہ السلام کے سلسلہ سے بہت ملیں گے جن کو پڑھ کر یا سن کر آپ وجد میں آ جائیں لیکن اس منزل پر آگے بڑھ کر ہمارا سوال خود سے ہے کہ چاہے وہ دوستوں سے عقیدت ہو یا سادگی و شرافت یا پھر دوسروں کو معاف کر دینے کا جذبہ ہمیں یہ خود سے پوچھنا ہوگا کہ یہ غیر مسلم دانشور امام علیؑ کے جن صفات کی مدح کرتے ہوئے انہیں سراہ رہے ہیں ہم بھی انہیں سراہیں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا ہوگا؟ کیا فرق صرف ماننے اور تسلیم کرنے میں ہے یا فرق عمل میں ہونا چاہیے؟ اگر فرق عمل میں ہے تو ہمارا عمل کہاں ہے اور علیؑ کی زندگی کہاں ہے؟ علی کی کتاب نہج البلاغہ آج ہمارے یہاں کیوں مظلوم ہے وہ کتاب جس کے بارے میں یہی سلیمان کتانی لبنانی مفکر کہتے نظر آتے ہیں "یہ کونسی ایسی چیز ہے جو نہج البلاغہ میں بیان کی گئی ہے اور وہ ایک حقیقت کی عکاس نہ ہو؟ ایسا لگتا ہے جیسے آفتاب کا تمام نور سمٹ کر پیکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں سما گیا ہو کونسا ایسا کام ہے جو علی علیہ السلام نے اپنی زندگی میں انجام دیا ہو اور اس کا انجام انتہائی اچھا نہ ہو۔

ہمارا یہ خود سے سوال ہونا چاہیے کہ جب غیر اسلامی دانشور و اسکالرز امام علی علیہ السلام کے بارے میں اتنے خوبصورت انداز میں اظہار خیال کر رہے ہیں تو ہمیں پھر کیسا ہونا چاہیے ہمارا عمل کیسا ہونا چاہیے؟

کیا آج کی اس دنیا میں ہمارے لئے ضروری نہیں کہ انسانیت کی قدروں کو اجاگر کرنے کے لئے خود بھی علی کے اصولوں پر چلیں اور دنیا کے سامنے ان کی کتاب کے تعلیمات کو بھی عام کریں۔ آج دنیا میں یہ نعرہ تو بہت دیا جاتا ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور حقوق بشر کی عالمی قرارداد میں بھی یہ بات موجود ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر عالمی حقوق بشر کے حوالے سے پوری دنیا کے لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہیں، تو پھر یہ جنگ و جدایت کیسی؟ کیوں دنیا میں چین و سکون نہیں؟ کیا اس کی بنیاد یہ نہیں کہ انسانی حقوق کے دعویدار خود دنیا میں جنگ کی آگ بھڑکانے میں مصروف ہیں جو حقوق بشر کا نعرہ دے رہے ہیں وہی اپنے مفادات کے لئے دوسروں کے حقوق کو چھین رہے ہیں۔

ایسے میں کیا ضرورت نہیں ایک ایسے انسان کا دامن تھاما جائے جو صرف حقوق بشر کا نعرہ لگانے والا نہ ہو کر حقیقی معنی میں حقوق بشر کا محافظ ہو اور ایسا انسان علی کے علاوہ کہیں مل جائے تو دنیا بتائے؟ اسکو اسی کی پناہ میں جانا چاہیے لیکن افسوس کہ ایسی شخصیت علی کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتی، حقوق بشر کا منشور لکھنے والے تو بہت ہیں لیکن حقیقی معنی میں انسان کے ہمہ جہت حقوق کی رعایت کرنے والی ذات بس علی کی ہے۔ علی ان لوگوں کی طرح نہیں جو ایک منشور لکھتے ہیں اور جب وہ منشور اپنے مفادات سے ٹکراتا ہے تو اسے ہی کنارے ڈال دیتے ہیں بلکہ علی اس شخصیت کا نام ہے جو پہلے عمل کرتا ہے پھر دوسروں کو بتاتا ہے۔ حضرت علی (ع) نے اس حقوق بشر کے منشور کو اگر مالک اشتر کے مکتوب میں درج فرمایا تو اس پر عمل بھی کیا جبکہ علی کے علاوہ لوگوں نے انسانی حقوق کا قانون تو لکھا لیکن ہرگز خود اس پر عمل نہیں کیا۔ آج آپ عالمی منظر نامہ پر نظر ڈالیں اور انسانی حقوق کے منشور کو دیکھیں تو آپکو نظر آئے گا کہ حقوق بشر کا نعرہ لگانے والے عالمی سامراجیت کے شانہ بشانہ جیسے کل اپنے مفادات کی جنگ میں مشغول تھے آج بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسانی حقوق کی بازیابی کی آڑ میں انسانی اقدار و حقوق انسانی کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں کبھی شام پر حملہ ہوتا ہے کبھی یمن پر کبھی افغانستان و عراق پر۔

وہ مظلوموں کے خون سے رنگین سرزمین یمن ہو، دہشت گردوں کی وحشیانہ کاروائیوں سے کھنڈرات میں تبدیل سرزمین شام، یا پھر بے گناہوں کے لہو سے رنگین عراق وافغانستان، یہ بے گناہوں کا خون ارزاں رہے گا تب تک جب تک کہ ہم دنیا کے اندر انصاف کا مزاج نہ پیدا کر دیں اور لوگوں کے دلوں میں وہ درد نہ منتقل کر دیں جسے درد علی کہا جاتا ہے۔ وہ انصاف کی خو ہو یا علی کا درد دونوں ہی چیزوں کو علی کی کتاب نہج البلاغہ بیان کر رہی ہے۔ ورنہ دنیا میں انسان بھیڑیا بن کے اپنے ہی ہم نوعوں کو چیرتا پھاڑتا رہے گا جیسا کہ توماس ھابس کے مشہور نعرہ میں آیا ''انسان ہی، انسان کے لئے بھیڑیا ہے'' یہی نعرہ عملی ہوتا رہے۔

بالکل واضح ہے کہ ''انسانوں کے درمیان مساوات'' ''مقہور و حقوق اور تکلیف کے مقابلے میں، پاک اور متمدن انسانوں کی دلی خواہش رہی ہے، لیکن افسوس کی بات ہے جیسا کہ قدیم اور جدید زمانے سے انسانوں کی تاریخ شاہد ہے، کہ یہ مفہوم بھی ''انسانی حقوق'' کے نعرہ کی طرح یا تو تحریر و تقریر و اشتہارات کا وسیلہ بن کر رہ گیا ہے جسے دوسروں کے لئے بیان کیا جاتا ہے اور بس یا تو اس اور سادہ لوح افراد کو فریب دینے کا وسیلہ ہے جو کہ اس نعرہ کی ظاہری خوبصورتی کو دیکھ ساتھ آ جائیں۔ جبکہ اگر حقوق بشر کی تمام شقوں کو معاشرہ میں لاتا ہو اور محض ایک نعرے سے نکال کر اسے زندگی کے ہر شعبہ میں جاری وساری کرتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک ایسے انسان کے پاس جائیں جو صرف حاکم نہیں ہے بلکہ حکومت تک پہنچنے سے پہلے وہ مزدور رہا ہے، اس نے نہروں اور چشموں کو جاری کرنے میں انسانی مزدوروں کو بعد میں لگایا ہے سب سے پہلا پھاوڑا خود چلایا ہے سب سے پہلا بیلچہ خود چلایا ہے، پہلا کدال خود چلایا ہے، دنیا ایسا انسان کہاں سے لائے گی جس نے پیاسوں کے لئے چشمے خود جاری کئے ہوں، نہ کسی سے مل پاس ہو جانے کا انتظار کیا نہ کسی سے بجٹ کے آ جانے کا انتظار کیا، نہ ہی عوامی اعتراض کا سامنا کرنے پر اسے کسی کے سامنے مجبور ہونا پڑا بلکہ اس نے دیکھا کہ انسانیت کو پانی کی ضرورت ہے تو نکل پڑا کہیں قناتیں بنائیں کہیں چشموں کو پھوڑا کہیں نہروں اور ندیوں کے رخ کو کھیت کھلیان کی طرف موڑا!!! ایسا انسان جس نے ضرورت مندوں کے لئے حاجتوں کو نہیں ڈھونڈا کہ کوئی مل جائے تو وہ پیسے دیکر اس پر بوجھ ڈالا جائے بلکہ جب دیکھا کہ کسی کو ضرورت ہے اور اس سے اپنا بوجھ نہیں اٹھ رہا تو آستینوں کو چڑھا کر آگے آ گیا کہ میں ہوں، ایسا انسان وہ جس نے لوگوں کی خاطر حمالی کی ایسا انسان جس نے بیواؤں اور یتیموں کے لئے خود کھانا بنایا ایسا انسان جس نے اپنی جوتیاں خود سیں ایسا انسان جو کبھی کھیت میں کام کرتا نظر آیا کبھی یہودی کے باغ میں آبیاری کرتا نظر آیا کبھی جنگوں میں تلوار چلاتا نظر آیا یقینا اتنا حق ہم سب پر رکھتا ہے کہ اس نے جب قلم اٹھا کر کچھ لکھا ہے تو ہم سب دیکھیں کہ اس نے انسانیت کو اپنی تحریر میں کیا دیا ہے لیکن یہ سب تب ہوگا جب ہم اس کی کتاب کو پڑھیں گے اور دیکھیں گے ہم سے مخاطب ہو کر اس نے کیا کہا ہے۔

آج جب ہم تیرہ رجب کی خوشیاں منانے میں مصروف ہیں، جب ہر طرف چراغانی ہے، جب ہر طرف مبارکبادی کے سلسلے ہیں پھول ہیں، گلدستے ہیں، معطر آگیں ماحول ہے، ایسے میں کیا ضروری نہیں کہ ہم اپنی فریاد کرتی چیختی چلاتی روح کی طرف ایک نیم نگاہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کیوں فریادی ہے، کیا بہترین ردیف، بہترین قافیوں کی بندش میں امام علی علیہ السلام کی شان میں قصائد سپرد قرطاس کرنے والوں پر لازم نہیں کہ دیکھیں امام علی علیہ السلام ان سے کیا کہہ رہے ہیں، نہج البلاغہ ان سے کیا کہہ رہی ہے؟

کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا حال بقول رہبر انقلاب اسلامی ایک ایسے بیمار کا ہو جس کی جیب میں یا الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا جبکہ اپنے مرض کی تکلیف سے تڑپ بھی ہے۔

تیرہ رجب میں جتنی خوشیاں منائی جائیں کم ہیں، جتنی چراغانی ہو، جتنی محافل سجیں کم ہیں کہ جس شخصیت کے لئے یہ سب ہو رہا ہے وہ یکتائے روزگار ہے، لیکن کاش ہماری تھوڑی توجہ اس بات پر بھی ہو جائے کہ جس شخصیت کی ولادت کا جشن ہم منا رہے ہیں اسکی کتاب بالکل اسی کی طرح تنہا رہ گئی ہے، ہمارے درمیان ویسے ہی جیسے علی علیہ السلام تنہا تھے نیزوں پر قرآن اٹھانے والوں کے درمیان، آج نہج البلاغہ تنہا رہ گئی ہے علی علی کے نعروں کے درمیان حیدر حیدر کے نعروں کے درمیان، کیا اچھا ہو کہ یہ حرف دوبالا ہو جائے اور ان نعروں میں ایک نئی روح دوڑ جائے اگر ہم ان نعروں کے ساتھ نہج البلاغہ کے تعلیمات پر بھی کچھ توجہ کریں 13 رجب کی اس عظیم تاریخ میں جب ہر سو خوشیوں کے میلے ہیں اگر ہم نہج البلاغہ کو اس کی غربت سے نکالنے کے لئے ایک قدم بھی اٹھا سکے تو شاید علی علیہ السلام بھی ہمیں مسکرا کر گلے لگا کر مرحبا میرے چاہنے والے تو نے میری ولادت کی خوشی ویسے منائی جیسی میں چاہتا تھا۔

پنڈت برادری "موج کشیر" کا ایک حصہ

28برس میں پہلی وزیر اعلیٰ نے نئی دہلی میں کشمیری پنڈتوں سے ملاقات کی،وادی واپسی کی دعوت

نئی دہلی/ وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی نے ریاست میں امن بحال کرنے اور سماجی برابری کو یقینی بنانے کے لئے افہام و تفہیم کے عمل کو کلیدی اہمیت کا قرار دیتے ہوئے کہا کہ معاملات کو حل کرنے کے لئے مختلف سطحوں پر آپسی انتشار کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کشمیری پنڈت طبقے کے ارکان سے اپیل کی کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئیں اور وہ اس اپیل کو اپنے مادر وطن کی پکار سمجھ لیں۔ نئی دہلی میں کشمیری پنڈتوں کے ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جموں و کشمیر مشکل صورتحال سے گزر رہا ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ افہام و تفہیم کا طرز عمل تمام سطحوں پر شروع کیا جائے تاکہ مسائل کو حل کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ منافرت سے کہیں بھی نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ، جیسے ماضی میں ثابت ہوا ہے کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے اور جنگوں سے صرف تباہی اور بربادی دیکھنے کو ملتی ہے۔ پہلی مرتبہ ہے کہ جب تین دہائی پہلے ہوئی ہجرت کے بعد وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی رابطہ مہم کے تحت کشمیری پنڈت مائیگرنٹوں تک پہنچیں اور ان کے مسائل کے بارے میں جانکاری حاصل کی۔ محبوبہ مفتی نے کہا کہ افہام و تفہیم کی پالیسی جو اس وقت کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے اختیار کی تھی کو زندہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے آگے بڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ نے جموں و کشمیر بھر میں تواریخی راستوں کو کھول جانے کی وکالت کی تاکہ ریاست ماضی کی طرح سینٹرل ایشیا کے لئے ایک گیٹ وے بن جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایک خیال کو بہتر خیال میں بدلا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ شاردا پیٹ جو زمانہ قدیم میں حصول علم کا ایک گہوارہ تھا کو لوگوں کی سہولیت کے لئے کیوں نہیں کھولا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک جغرافیائی بالاتری کو بروئے کار لا کر خطے میں جاری تمام اقتصادی سرگرمیوں سے استفادہ کیوں نہیں کر سکتا اور یہ امن، ترقی اور مساوات کے نئے راستے پر گامزن کیوں نہیں ہو سکتا۔ وزیر اعلیٰ نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ منافرت سے صرف زخم بڑھتے ہیں جبکہ پر امن مذاکرات کی بدولت زخموں کو مرہم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ کشمیر کشمیری پنڈتوں کے بغیر نامکمل ہے اور کشمیری پنڈت کشمیر کے بغیر ادھورے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ کشمیری مسلمانوں اور پنڈتوں کے مشترکہ ثقافتی اقدار وقت گزرنے کے باوجود بھی آج کل کے دور میں بھی ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ محبوبہ مفتی نے پنڈتوں کو کشمیر واپس آنے کی ان کی دعوت کو اپنے مادر وطن کی پکار سے تعبیر کرتے ہوئے پنڈت برادری سے کہا کہ وہ اس کا مثبت ردعمل ظاہر کریں۔ انہوں نے پنڈتوں سے کہا کہ وہ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان میں سے اکثر لوگ بیرون ریاست اب اچھی طرح سے بس گئے ہیں اور کچھ ایک اچھی خاصی کارپوریٹ تنخواہ بھی حاصل کر رہے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ آپ

کے مادر وطن۔ موج کشیر کی پکار ہے جو آپ سے واپس آنے کے لئے کہہ رہی ہے اور آپ کی مائیگریشن کی وجہ سے سماجی تانے بانے میں پیدا شدہ خلل کو دور کرنے میں آپ کی مدد طلب کر رہی ہے۔ انہوں نے وہاں موجود لوگوں سے وطن واپسی کی

جذباتی اپیل بھی کی۔ وزیر اعلیٰ نے پنڈتوں سے کہا کہ وہ واپسی کے لئے موزون حالات کا انتظار نہ کریں اور کہا کہ یہ حالات ہمیں مل جل کر قائم کرنے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان برادری کشمیر میں ایک صورتحال کا مقابلہ کر رہی ہے۔ انہوں نے پنڈتوں سے کہا کہ وہ واپس آئیں تاکہ ہم کندھے سے کندھا ملا کر صورتحال کا مقابلہ کر سکے۔ محبوبہ مفتی نے مزید کہا کہ اگرچہ پنڈت برادری کو بدقسمتی سے ان کے گھر چھوڑنا پڑے لیکن ان کے مسلمان بھائیوں کو بھی کشمیر میں تباہی کے مناظر دیکھنے پڑے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جموں و کشمیر میں مسلسل حکومتوں نے کشمیری پنڈتوں کی بازآبادکاری کے لئے بہت کچھ کیا لیکن یہ ان کی وطن واپسی کا متبادل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر ایک کشمیری مسلمان اپنے پنڈت بھائیوں کی وادی واپسی کا متمنی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ان کی حکومت نے ان کشمیری پنڈت کنبوں کے رول کا بھی اعتراف کیا جو کشمیر میں ہی گزر بسر کرتے رہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طبقے کے لئے بھرتی عمل میں کچھ اسامیاں مختص رکھی گئیں تاکہ وہ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ پنڈت برادری کے کئی ارکان کی طرف سے پیش کئے گئے مطالبات کے تناظر میں محبوبہ مفتی نے کہا کہ وہ مائیگرنٹوں کی رجسٹریشن اور ان کے منیجمنٹ میں دشواریوں کے معاملات جانچ کرائیں گی اور اگر ضرورت پڑے تو نئی دہلی میں اس مقصد کے لئے ایک افسر بھی تعینات کیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ نے میڈیکل انشورنس، ماہانہ ریلیف میں اضافہ اور بے کے وینک نئی دہلی میں کئی خواتین عملے کی دور جگہوں پر تعیناتی جیسے معاملات کا جائزہ لینے کی بھی یقین دہانی کرائی۔ وزیر اعلیٰ نے کشمیری پنڈتوں کے چھوٹے بچوں کو کشمیر آنے کی دعوت دی تاکہ وہ اپنی سرزمین سے متعارف ہو جائیں اور وہ اس سرزمین کے بارے میں جانکاری حاصل کر سکیں جہاں سے ان کا تعلق ہے اور جہاں ان کے والدین پیدا ہوئے اور پلے بڑھے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس ضمن میں جو بھی انتظامات کرنے ہوں گے وہ حکومت کی طرف سے کئے جائیں گے۔ قانون ساز اسمبلی کے سابق ڈپٹی سپیکر اور پی ڈی پی کے نائب صدر محمد سرتاج مدنی نے بھی وہاں موجود لوگوں سے خطاب کیا۔

سید علی گیلانی نے8سال بعد نماز جمعہ ادا کی،اتحاد،مستحکم اور پائیدار رہنے کی عوام سے اپیل

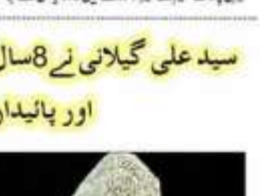

سرینگر/حریت ترجمان کے مطابق ایک اخباری اطلاع کے تناظر میں پولیس انتظامیہ کی طرف سے متحدہ مزاحمتی قیادت کو اپنی تحریکی سرگرمیاں آزادانہ طور پر جاری رکھنے کا عندیہ دینے کی خبر شائع ہونے کے ساتھ ہی حریت کانفرنس کے چیرمین سید علی گیلانی صاحب نے پورے 8سال کے بعد جامع مسجد حیدرپورہ میں نماز جمعہ ادا کی۔ جامع مسجد حیدرپورہ میں نماز جمعہ ادا کی۔ ہزاروں لوگوں پر مشتمل اجتماع سے اپنے مختصر خطاب میں حریت چیرمین سید علی گیلانی نے سورۃ الانفال کی ایک آیت تلاوت کرکے اس کی مختصر تشریح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے کہ انہیں آج پورے 8سال کی خانہ نظربندی کے بعد نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ حریت چیرمین نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تحریک مزاحمت کے خدوخال اور طریق کار کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ریاست جموں کشمیر کے حریت پسند عوام کو اپنی حق برحق جدوجہد کو اپنے منطقی انجام تک لے جانے کے لیے ثابت قدمی اور صبر و استقلال کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اپنے صفوں کے اندر مضبوط اتحاد پیدا کرکے انتشار اور افتراق سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔ بھارت کے خلاف تحریک حق خودارادیت کے حصول کے لیے جدوجہد کے دوران مصائب اور آلام کا مردانہ وار مقابلہ کرکے اللہ تعالیٰ کی یاد یعنی ذکر اللہ سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ حریت چیرمین نے واشگاف الفاظ میں اس دوٹوک حقیقت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم حق خودارادیت کا مطالبہ کرکے بھارت کے کسی حصے کی بھیک نہیں مانگ رہے ہیں اور نہ ہی بھارت کی کسی ریاست کو بھارت سے علیحدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حریت چیرمین نے حق خودارادیت کی تحریک کا آئینی اور اخلاقی جواز پیش کرتے ہوئے یاد دلایا کہ یہ بھارت ہی ہے جس نے جنوری 1948ء میں اقوام متحدہ جیسے ذمہ دار ادارے کے سامنے قرارداد پیش کرکے مسئلہ کشمیر کو رائے شماری کے ذریعے حل کرنے کے فارمولے کو تسلیم کیا ہے۔ حریت راہنما نے بھارت کی وعدہ خلافیوں اور حیلہ سازیوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ بھارت آج تک تنازعہ کشمیر کے حوالے سے مسلمہ بین الاقوامی ضابطوں، عالمی برادری کے سامنے کئے معاہدوں اور کشمیری عوام کے سامنے پیش کئے گئے وعدوں کا مذاق اڑاتے ہوئے جموں کشمیر کی متنازعہ ریاست پر اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر قابض اور مسلط رہنے کی ضد پر اڑا ہوا ہے۔ حریت راہنما نے نوجوانوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ اسلام کا وسیع مطالعہ کرکے اپنے کردار کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور رواں جدوجہد آزادی کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بے راہ روی، بے حیائی، شراب، چرس اور فضول خرچی کے بدعات سے صاف و پاک رکھنے میں اپنا انقلابی کردار ادا کریں۔ حریت راہنما نے اتحاد و اتفاق کو اولین ترجیح دینے کی پرزور اپیل کرتے ہوئے کہا کہ قیادت کی طرف سے اگلے چند روز میں وسیع مشاورت کے بعد قوم کے سامنے مزاحمت کے حوالے سے اگلا لائحہ عمل پیش کرنے کی کوشش کرے گی۔ حریت راہنما نے اجتماع میں جمع ہوئے لوگوں بالخصوص نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے پوری نظم بندی کے ساتھ ان کے ہمراہ جامع مسجد حیدرپورہ اور وہاں سے واپسی پر ان کے مسکن تک ان کا ساتھ دیتے ہوئے والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار کیا۔

میرواعظ علامہ رسول شاہؒ کو 109ویں یوم وصال پر خراج عقیدت پیش

سرینگر/جموں وکشمیر کے ایک بڑے محسن، مصلح اور داعی دین اور انجمن نصرۃ الاسلام کے بانی میرواعظ علامہ رسول شاہ صاحبؒ کے 109ویں یوم وصال کی مناسبت سے مرحوم کی ہمہ جہت خدمات بالخصوص تعلیمی میدان میں انکی نمایاں کارکردگی کو خراج عقیدت ادا کرنے کیلئے انجمن کے زیر اہتمام سب سے پہلے اسلامیہ اورینٹل کالج میں قرآن خوانی کی ایک بابرکت اور نورانی مجلس آراستہ کی گئی جبکہ انجمن کے تحت چلنے والے مختلف تعلیمی اداروں نصرۃ الاسلام ٹرسٹ اسلام آباد، اسلامیہ ہائی اسکول انچیاڑ، اسلامیہ سکول بونہ کدل، اسلامیہ سکول متہ کدل اور اسلامیہ ہائیر سیکنڈری سکول راجوری کدل کے آڈیٹوریم میں خصوصی تقریبات کے دوران ان اداروں کے اساتذہ، عملہ اور طلباء نے حصہ لیکر مرحوم میرواعظ کو انکی ہمہ جہت تعلیمی اور اصلاحی خدمات کیلئے شاندار اور بھرپور الفاظ میں خراج عقیدت ادا کیا۔ اسلامیہ ہائیر سیکنڈری سکول کی تقریب میں انجمن کے جنرل سیکرٹری جناب محمد ابراہیم شاہ، پرنسپل ڈاکٹر جی ایم خان، اسلامیہ اورینٹل کالج کے پرنسپل اور دیگر موقر اساتذہ اور طلباء نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم میرواعظ اور ان کے مخلص رفقاء نے بروقت یہ قدم نہ اٹھایا ہوتا تو آج معلوم نہیں مجموعی طور پر قوم کا کیا حال ہوتا اور تعلیم و ترقی کے میدان میں وہ کس قدر پیچھے ہوتے۔ مقررین نے کہا کہ آج سے تقریباً سوا سو سال پہلے انجمن کے قیام اور اسکے توسط سے اہالیان کشمیر کی تعلیمی بیداری کے مہم کو آغاز کرنے کے حوالے سے میرواعظ مرحوم کے کارنامے انتہائی اہم اور سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق قدم ہے۔ اس موقع پر مقررین نے علامہ رسول شاہ کی تاریخ ساز تعلیمی، ملی، تبلیغی اور دینی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت ادا کرتے ہوئے انہیں کشمیریوں کا ایک عظیم محسن قرار دیا اور کہا کہ انہوں نے ۱۸۹۹ء کشمیر میں شخصی راج کے ظلم و استبداد کے دوران انجمن نصرۃ الاسلام کی داغ بیل ڈال کر قوم کشمیر کو ناخواندگی، جہالت اور غربت کے اندھیرے سے نکالنے میں ایک قائدانہ رول ادا کیا اور انہیں تعلیم کی روشنی سے منور کرکے اپنے بنیادی، سماجی اور سیاسی حقوق سے آشنا کیا اور بعد میں اسکی شاخیں پوری وادی میں قائم کرکے علم کے نور کو پھیلانے کی ایک زوردار اور ہمہ گیر مہم شروع کرکے جا بجا مدارس کے جال بچھائے جس کے ثمرات آج بھی دیکھے اور محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ مقررین نے واضح کیا کہ ماضی کی طرح آج بھی انجمن قوم کے غریب اور پسماندہ طبقے کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرکے انہیں اپنے حقوق سے روشناس کرانے میں مصروف عمل ہے۔ اس دوران مرکزی جامع مسجد سرینگر میں نماز جمعہ کے موقعہ پر علامہ رسول شاہ صاحب کی تعلیمی اور اصلاحی خدمات کو خراج عقیدت ادا کیا گیا اور مرحوم میرواعظ اور آپ کے مخلص رفقاء کے درجات کی بلندی کیلئے ایصال ثواب کیا گیا اور فاتحہ پڑھی گئی۔

شوپیاں اور اننت ناگ میں تین خونین معرکہ آرائیوں میں 20 انسانی جانیں تلف

13 جنگجو جاں بحق، ایک زندہ گرفتار، 3 فوجی اہلکار جبکہ فورسز فائرنگ سے 4 عام شہری از جان

سرینگر/سی این آئی/جنوبی ضلع اننت ناگ اور شوپیان میں تین الگ الگ خونین معرکہ آرائیوں کے دوران عسکری تنظیم حزب اور لشکر سے وابستہ 13 جنگجوؤں، 4 عام شہریوں اور 3 فوجی اہلکاروں سمیت 20 افراد ہلاک ہو گئے جبکہ ایک جنگجو کو زندہ گرفتار کیا گیا۔ ادھر شوپیان کے کچھڈورہ علاقے میں فورسز اور جنگجوؤں کے مابین خونین معرکہ آرائی جاری ہے۔ عام شہریوں کی ہلاکت کی خبر پھیلتے ہی وادی کے کئی علاقوں میں آناً فاناً ہڑتال ہوئی جس دوران درجنوں مقامات پر احتجاجی مظاہرین اور فورسز کے درمیان جھڑپیں ہوئی اور مشتعل مظاہرین اور فورسز کے مابین شدید پتھراؤ اور ٹیر گیس شیلنگ نتیجے میں کئی پولیس اہلکاروں سمیت درجنوں افراد مضروب ہوئے جن میں سے ضلع شوپیان کے کئی علاقوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی حالت اسپتال میں نازک بنی ہوئی ہے۔ "ولایت ٹائمز" نے نقل کیا ہے کہ سی این آئی کو مقامی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جنوبی ضلع اننت ناگ اور شوپیان میں تین الگ الگ مقامات پر جنگجوؤں کی موجودگی کی مصدقہ اطلاع ملنے کے بعد فوج و فورسز سی آر پی ایف اور ایس او جی نے تینوں علاقوں کو محاصرے میں لیکر وہاں جنگجو مخالف آپریشن شروع کیا۔ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اتوار کی اعلیٰ صبح قریب 3 بجے دیالگام اننت ناگ میں اس گولیوں کی گن گرج سنائی دی جب ایک رہائشی مکان میں محصور جنگجوؤں اور فورسز کے درمیان جھڑپ شروع ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ فورسز اور جنگجوؤں کے مابین گولیوں کا تبادلہ کچھ دیر تک جاری رہا جس دوران فورسز نے مکان میں چھپے بیٹھے جنگجوؤں کو سرنڈر کرنے کی پیشکش کی تاہم وہ بضد رہے جس دوران طرفین کے مابین گولیوں کا تبادلہ کئی گھنٹوں تک جاری رہا۔ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فورسز نے رہائشی مکان پر مارٹر گولے داغے جس کے نتیجے میں مکان زمین بوس ہو گیا ہے اور فورسز نے ملبے سے ایک مقامی جنگجو جس کی شناخت رؤف احمد کھانڈے ولد بشیر احمد ساکنہ دھرنا ڈورو کے بطور ہوئی کی نعش برآمد کی۔ جبکہ جھڑپ کے دوران ایک جنگجو کو زندہ گرفتار کیا گیا تاہم اس کی شناخت فوری طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔ ذرائع سے کے مطابق اسی دوران شوپیان کے سوگن درگڈ علاقے میں جنگجوؤں کی موجودگی کی اطلاع موصول ہونے کے بعد علاقے کو محاصرے میں لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ جونہی علاقے میں فورسز نے تلاشی آپریشن شروع کیا تو وہاں چھپے بیٹھے جنگجوؤں نے فرار ہونے کی کوشش میں فورسز پر اندھا دھند گولیاں چلائی تاہم فورسز نے مورچہ زن ہو کر جوابی کارروائی کی اور طرفین کے مابین خونین معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسلسل چار گھنٹے تک جھڑپ جاری رہنے کے بعد فوج نے رہائشی مکان میں مارٹر گولے داغے جس کی وجہ سے دو مکان زمین بوس ہو گئے اور فوج نے مکان کے ملبے سے سات مقامی جنگجوؤں کی نعشیں برآمد کی۔ ادھر ریاستی پولیس سربراہ ڈاکٹر ایس پی وید کے مطابق درگڈ سوگن شوپیاں میں جھڑپ کے دوران

جاں بحق سات جنگجوؤں کی شناخت زبیر احمد ترے ساکنہ شوپیاں، اشتیاق ملک ساکنہ بٹپورہ، رئیس ٹھوکر ساکنہ پدرپورہ، یاور بٹ ساکنہ صفا نگری، ناظم نذیر ڈار ساکنہ ناگہ بل، عادل ٹھوکر ساکنہ بمنو شوپیاں اور عبید شفیع ملہ ساکنہ لرڈ کے بطور ہوئی جاں بحق ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ جھڑپ کے دوران مکان مالک بھی زخمی ہو گیا جس کو اگرچہ علاج و معالجہ کیلئے اسپتال لے جانے کی کوشش کی تاہم وہ زخموں کی تاب نہ لا کر دم توڑ بیٹھا۔ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ابھی علاقے میں خونین معرکہ آرائی جاری تھی کہ شوپیان کے ہی کچھڈورہ علاقے میں جنگجوؤں اور فورسز کے درمیان خونین معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ علاقے میں جھڑپ کی شروعات اور سوگن جھڑپ میں سات جنگجوؤں کے جاں بحق ہونے کی خبر وادی کشمیر میں جنگل کے آگ کی طرح پھیل گئی اور بڑی تعداد میں نوجوان سڑکوں پر نکل آئے اور پولیس و فورسز پر سنگ باری شروع کی۔ تشدد پر اتر آئی بھیڑ کو منتشر کرنے کیلئے پولیس و فورسز نے آنسو گیس کے گولے داغے، پیلٹ گولیوں اور پیپر گیس کا بھی استعمال کیا تاہم صورتحال قابو سے باہر ہو گئی اور پولیس و فورسز نے سڑکوں پر نکل آنے والے نوجوانوں اور سنگ باری کرنے والوں کو منتشر کرنے کیلئے ہوا میں گولیاں چلائیں جس کے نتیجے میں پولیس و فورسز کی جانب سے گولیاں چلانے کے دوران مبینہ طور پر 9 افراد شدید طور پر زخمی ہوئے جن میں ایک مقامی نوجوان زخموں کی تاب نہ لا کر دم توڑ بیٹھے۔ ہلاکت کی خبر پھیلتے ہی درجنوں علاقوں میں پرتشدد احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور وادی کے بیشتر علاقوں میں دکانیں اور تجارتی مراکز بند ہو گئے اور پبلک و نجی ٹرانسپورٹ سڑکوں سے غائب ہو گئی۔ مختلف کاموں کے سلسلے میں اپنے گھروں سے باہر نکلنے والے لوگ عجلت میں واپس اپنے گھروں کو لوٹ گئے اسی دوران سب وادی میں پیدا ہونے والی صورتحال کے سبب اہلیان وادی انتہائی بے قرار اور بے چین نظر آئے۔ احتجاجیوں اور سیکورٹی فورسز کے مابین جھڑپوں میں کم از کم تین درجن افراد کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔ وادی کے درجنوں مقامات بالخصوص سری نگر میں لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور سیکورٹی فورسز پر پتھراؤ کرنے لگے۔ ادھر سیول لائنز کے مائسمہ میں درجنوں نوجوان آزادی کے حق میں نعرے بازی کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ تاہم جب احتجاجیوں نے تاریخی لال چوک کی جانب پیش قدمی کرنے کی کوشش کی تو وہاں پہلے سے تعینات سیکورٹی فورسز نے انہیں منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کا استعمال کیا۔ سیکورٹی فورسز کی کارروائی پر کچھ احتجاجی مشتعل ہوئے اور ردعمل میں پتھراؤ کرنے لگے۔ طرفین کے مابین جھڑپوں کا سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہا۔ مائسمہ میں جھڑپیں شروع ہونے کے ساتھ ہی سیول لائنز کے تمام علاقوں بشمول تاریخی لال چوک میں دکانداروں نے اپنی دکانوں کے شٹر نیچے گرا دیے اور سڑکوں پر پبلک و نجی ٹرانسپورٹ کی آمد و رفت معطل ہو کر رہ گئی۔ اسی دوران ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پانچ بجے کے قریب سیکورٹی فورسز نے کچھڈورہ شوپیاں میں رہائشی مکان کے ملبے سے 3 جنگجوؤں کی نعشیں برآمد کی ہے۔ جن کی شناخت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ریاستی پولیس سربراہ نے جھڑپ میں تین اور جنگجوؤں کے جاں بحق ہونے کی خبر کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ تینوں جنگجوؤں کی ہلاکت کے ساتھ ہی جنوبی کشمیر میں تین جھڑپوں کے دوران 13 جنگجو ہلاک ہو گئے۔

غزہ سرحد پر اسرائیلی فوج کی فائرنگ میں 15 فلسطینی شہید، سینکڑوں زخمی

غزہ/غاصب اسرائیل۔ غزہ سرحد پر فلسطینیوں کے سب سے بڑے مظاہرے کے دوران اسرائیلی فوج کے ساتھ جھڑپ میں کم از کم 15 فلسطینی شہری شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ غزہ کے میڈیکل افسران نے بتایا کہ زیادہ تر لوگ گولی لگنے سے شہید ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک حتوقی کی عمر 16 سال ہے۔ فلسطینی طبی ذرائع نے بتایا کہ تقریباً 500 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ حالیہ برسوں میں فلسطینی شہریوں کا یہ سب سے بڑا احتجاج ہے۔ تاہم، اسرائیلی فوج نے کہا کہ اس کے فوجی مظاہرین کو منتشر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور صرف فسادات برپا کرنے کی کوشش کرنے والوں پر گولیاں داغی جا رہی ہیں۔ بعض مظاہرین نے سرحدوں اور سپاہیوں پر جلتے ہوئے ٹائر پھینک رہے ہیں اور پتھراؤ بھی کر رہے ہیں۔

اسرائیل کی درندگی

تحریر: طاہر یاسین طاہر

اسرائیل کا وجود ختم ہو جائے گا یا باقی رہے گا؟ کیا اسرائیل کو ختم ہو جانا چاہیے؟ اسرائیل کو فطرت کیا ہیں کہ وہ ختم ہو جائے گا؟ یا اسرائیل اگر گریٹر ریاست بنتا ہے یا وہ ختم ہوتا ہے تو اپنے خاتمے سے پہلے وہ دنیا کو کن مشکلات کا شکار کرے گا۔ یہ سب بے کار سوالات نہیں بلکہ جواب طلب ہیں۔ ان پہ ماہرین کو تحقیقات کرنا چاہیے۔ ہاں سر دست جو اہم موضوع ہے وہ اسرائیل کا جارحانہ رویہ ہے۔ اس ریاست کا قیام اور اس کے اغراض و مقاصد ہیں۔ اسرائیلی ریاست کا جارحانہ رویہ اصل میں اس کے لئے خوف کا باعث بنا ہوا ہے۔ فلسطینیوں نے کیوں اپنے گھر بار فروخت کئے؟ کیوں فلسطینیوں کو اس سب پہ آمادہ کیا گیا؟ اور اس کے نتیجے میں اب فلسطینیوں کو کن مسائل کو مشکلات کا سامنا ہے۔ ان موضوعات پہ بات ضرور ہونی چاہیے۔ سامنے کی بات البتہ یہ ہے کہ اسرائیل کو فلسطین بلکہ اس پورے خطے میں من مانی کرنے کے حوالے سے عالمی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اسرائیل ہی اس خطے میں امریکہ سمیت اس کے عالمی اتحادیوں کا محافظ ہے۔ تھوڑا سا معاملے کو اگر وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو عراق، لیبیا، افغانستان، کشمیر، بوسنیا اور شام کے حالات کا اسرائیلی جارحیت سے بھی گہرا تعلق بنتا ہے۔ بالخصوص شام اور لبنان کی جانب سے اسرائیل ہمہ وقت چوکس رہا اور آخر کار شام میں خانہ جنگی کو یوں ہوا ملی کہ عالمی سیاسیات کے طالب علم انگشت بدنداں ہیں۔

فلسطینیوں کا مطالبہ بڑا جائز اور توجہ طلب ہے۔ ان بے چاروں کا دکھ یہ ہے کہ یہ مسلمان ہیں اور پورے عربوں کی بھی انہیں حمایت حاصل نہیں، چہ جائیکہ ہم عالمی طاقتوں کی طرف سے یہ توقع کریں کہ وہ اسرائیلی مظالم پہ لب کشائی کریں گی۔ ترکی، سعودی عرب سمیت خطے کے اہم مسلم ممالک کے اسرائیل سے تعلقات قائم ہیں۔ ترکی البتہ گاہے گاہے فلسطینیوں کے حق میں آواز بلند کرتا رہتا ہے۔ یہ مالی و معاشی مفادات عربوں اور ترکوں کو کسی بڑی مزاحمت سے روکے ہوئے ہیں۔ اس تلخ حقیقت سے انکار ممکن نہیں۔ آئے روز نہتے فلسطینیوں پہ اسرائیلی مظالم البتہ عالم انسانیت کے بیدار مغز افراد اور عدل پسندوں کے لئے تکلیف کا باعث ضرور ہیں۔ بڑی طاقتوں کی حکومتوں کے برعکس امریکی و برطانوی شہریوں کی ایک بڑی تعداد بہرحال گاہے بگاہے اسرائیلی درندگی کے خلاف اپنی آواز بلند کرتی رہتی ہے۔ کیا عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب بھی اسرائیلی جارحیت کے خلاف بیان جاری کرے گا؟ نہیں ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ ٹرمپ اور سعودی ولی عہد کی قربت کا منطقی نتیجہ بھی تو اسرائیلی ریاست کے خطرات کو کم کرتا ہی ہے نا۔

عالمی میڈیا کی تازہ رپورٹ کے مطابق گذشتہ روز فلسطین میں غزہ کی پٹی میں سرحدی باڑ پر احتجاج کے دوران اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے 15 فلسطینی جاں بحق اور 1400 زخمی ہو گئے، جو 2014ء کے بعد ایک روز میں پیش آنے والے بدترین واقعات ہیں۔ اے ایف پی کی رپورٹ کے مطابق حماس کے زیر انتظام غزہ پٹی پر اسرائیلی فوج کی براہ راست فائرنگ کی زد میں آ کر 15 فلسطینی جاں بحق ہو گئے۔ زخمیوں کی تعداد 1400 سے تجاوز کر گئی ہے، جن میں 758 زخمی ایسے ہیں، جن کو براہ راست گولیاں لگی ہیں، جبکہ دیگر افراد ربڑ کی گولیوں اور آنسو گیس کے استعمال سے زخمی ہو گئے۔ فلسطین کی وزارت صحت کے مطابق سرحد پر احتجاج کے دوران بچے کو دن کے آغاز میں مزید دو افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ فلسطینی حکام کے مطابق اس سے قبل اسرائیلی فوج سے تصادم کے دوران ایک فلسطینی جاں بحق ہوا اور دوسرے واقعے میں ٹینکوں کی فائرنگ سے ایک کسان بھی جاں بحق ہوا تھا۔ فلسطین اور اسرائیل کے درمیان سرحد میں حماس کی جانب سے مختلف مقامات پر ہونے والے احتجاج کے دوران جب کشیدگی بڑھی تو مظاہرین نے پتھراؤ کیا جبکہ اسرائیلی فوجیوں کی جانب سے فائرنگ کی گئی۔

جبکہ اسرائیلی فوج کا کہنا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں فلسطینیوں نے ٹائرز کو نذر آتش کیا اور سرحد پر تعینات فوج پر پتھراؤ کیا، جس کے جواب میں فوج کی جانب سے فائر کھول دیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم اس کو اسرائیل کی خودمختاری کی خلاف ورزی یا سیکورٹی باڑ کو نقصان پہنچانے کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ فلسطینی صدر محمود عباس نے جمعے کو یوم سوگ منانے کا اعلان کر دیا۔ خیال رہے کہ فلسطینیوں کی جانب سے اسرائیلی قبضے اور مقامی افراد کو بے دخل کرنے کے 70 برس پورے ہونے کے سلسلے میں فلسطینی احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں اور 15 مئی کو وسیع پیمانے پر سرحدی باڑ کے ساتھ احتجاج کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ احتجاج کا یہ سلسلہ دب جائے گا یا رک جائے گا۔ فلسطینی 70 برس سے جانوں کے نذرانے پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہاں ضرورت ہے تو اس امر کی کہ عالم انسانیت کے عدل پسند افراد اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اسرائیل کی پشت پناہی سے باز رہیں۔ مسلم دنیا کو بھی چاہیے کہ وہ کھوکھلے نعروں کے بجائے عملی معاملات کا جائزہ لے اور دیکھے کہ فلسطین کے مسئلے کا کیا سیاسی اور عملی حل موجود ہے۔ دھمکیوں سے سراسر نقصان عالم اسلام اور بالخصوص فلسطینیوں کا ہو رہا ہے۔ اسرائیلی درندگی کے خلاف عالم اسلام عالم انسانیت کے عدل پسندوں سے مل کر لائحہ عمل ترتیب دے۔ فلسطینیوں کو ہماری عملی ضرورت ہے نہ کہ جذباتی۔

Christian and Muslims are all humble before the greatness of Ali ibn Abi Talib (A.S): Ayatollah Khamenei

The Commander of the Faithful (a.s.) belongs to all of humanity. He does not only belong to Shia Muslims and Muslims in general. All of humanity is humble and respectful of the greatness and beautiful aspects of Ali ibn Abi Talib (a.s.) except for those people who do not know him. Therefore, you can see that the panegyrists of the Commander of the Faithful (a.s.) are not only Muslims. Christians also praise the Commander of the Faithful (a.s.): not only Shia Muslims praise him. Besides Shia Muslims, the community of Sunni Muslims, in all parts of the Islamic world, sometimes speak more enthusiastically about the Commander of the Faithful (a.s.) than about other great personalities of the early Islamic era. Why? What is the reason? The reason is the greatness of this Imam; the kind of greatness which some people tried to deny throughout the life of that great personality, during several centuries after his demise: but they failed. The brightness of the sun cannot be denied because it is the sun, and it naturally shines and gives warmth and light. Can this be denied!? These are historical facts, and even the enemy of the Commander of the Faithful (a.s.) has acknowledged them. In a meeting with Muawiyah, somebody said something against the Commander of the Faithful (a.s.) in order to flatter him. Muawiyah became angry at this person, and he began a statement in praise of the Commander of the Faithful (a.s.). Muawiyah used to ask the companions of the Commander of the Faithful (a.s.)--those who confronted Muawiyah after the demise of that great Imam (a.s.)--to speak to him about Ali (a.s.), and they would do this. There is a narration which says, Muawiyah sometimes shed tears. These are the astonishing facts about Ali (a.s.)--This is while the enmity of Muawiyah towards Ali (a.s.) is not a secret: everybody knows it.One of the children or grandchildren of Abdullah ibn al-Zubayr--the Zubayr family were against the Commander of the Faithful (a.s.)--asked his father, "What is the reason for the increasing greatness of the household of the Commander of the Faithful (a.s.)? He answered, "Yes, it is like this. Whatever his enemies did to hide his virtues, he showed himself as pure gold amid all these hedges of thorns. Whatever his enemies did to gather virtues for themselves, they found out that their efforts made noses feel nauseous like a corpse would--whose appalling smell fills the space moment by moenent." This is the way the enemies of the Commander of the Faithful (a.s.) have spoken about him. Today too, the books of Muslims--whether Shia or Sunni--are full of the Commander of the Faithful's (a.s.) virtues.

At all stages of life, he is our role model. Teenagers who are ten, twelve, thirteen years old can follow Ali (a.s.). They can make him their role model. Why? Because when he was ten and eleven years old, he was the first person to know and accept Islam and follow the Holy Prophet (s.w.a.). The fact that a child, between the age of ten and eleven years old, discovered the truth, stood up for it, and followed it as much as he could, amid all those hostilities and denials, is significant. Young individuals who are between twenty and twenty-five years can also make the Commander of the Faithful (a.s.) their role model. Why? Because when he was twenty- three, during the time when the Holy Prophet (s.w.a.) migrated from Mecca to Medina, he undertook the heaviest responsibility during the great migration. The Holy Prophet (s.w.a.) entrusted the dearest members of his household to Ali (a.s.) so that he would bring them from Mecca to Medina. The Holy Prophet (s.w.a.) entrusted him with the duty of giving the people things which were held in trust: to pay his debts, collect money which the people owed the Holy Prophet (s.w.a.), and join him in Medina.It was he [Ali (a.s.)] who agreed to sleep on the Holy Prophet's (s.w.a.) bed and go face to face with danger on a night when the enemies planned to break into the house and mutilate the Holy Prophet (s.w.a.) with their swords. See how great that Imam (a.s.) was! His behavior can serve as an example for us. When the Holy Prophet (s.w.a.) formed a government in Medina, the Commander of the Faithful (a.s.) became his top soldier; he continued to play such a role during the ten-year rule of the Holy Prophet (s.w.a.): that is to say, from twenty-three till thirty-three years old. Whenever the Holy Prophet (s.w.a.) had a problems, Ali ibn Abi Talib (a.s.) was the first person to stand beside him and defend him. During different wars, he played a leading role. During different wars, his sword used to solve the difficult and insolvable problems of the Holy Prophet (s.w.a.). Whenever everyone retreated, he forgot about his life and he advanced. And he did not want anything for himself. Whatever he did was in the way of God, for the sake of God and for rendering services to the Holy Prophet (s.w.a.).When the Holy Prophet (s.w.a.) passed away, the Commander of the Faithful thought that it was his right to be the caliph. And in order to do this, he took action, delivered speeches, and invited the people to accept his caliphate. But, he withdrew when he saw that it was not possible; and when he saw that if he entered the arena and continued to invite the people, the Muslim community would disintegrate. "Therefore, I exercised patience while there was a thorn in my eye and while sorrow had blocked the path of my throat" [Nahjul Balaghah, Sermon 3]. For twenty-five years, the Commander of the Faithful (a.s.) did not say anything about his right--he regarded it as his absolute right--for the sake of the unity of the Islamic Ummah, the solidarity of the Islamic community and the maintenance of the Islamic government. Are these jokes? Are these things easy to do? These are the things which help an individual conquer the peaks of glory in human history. These are the things which turn an individual into the brightest sun--which never sets--in human history.

After twenty years, when the Commander of the Faithful (a.s.) was fifty-seven or fifty-eight years old--when he was in older in age--the people came to him and firmly insisted that he should accept the caliphate. They said, "You should come and you should accept it. We will not stop asking you." The Commander of the Faithful did not accept their offer at first, but when he saw that many people from the entire world of Islam--people from Egypt, Iraq, and Medina, including the outstanding personalities, al-Muhajirun and al-Ansar--came and firmly said: "Oh Ali, no one except for you can manage this community and solve these problems." then he said "Alright, I accept the caliphate," and he accepted it. Since the moment that he accepted this responsibility and until the time when his holy head was slit, while he was praying, he did not stop--not even for a single day or hour--safeguarding the right and the truth from which Islam emerged. No considerations, no fear, and no weakness prevented him from carrying out his responsibility. "That men may stand forth in justice" [The Holy Quran, 57: 25]. The prophets entered the arena for administering justice. They entered the arena for helping the people get close to God and enforcing divine rules among the people. This is the mission of the Commander of the Faithful (a.s.) as the executor of the Holy Prophet's (s.w.a.) will and as the Islamic caliph. He did not retreat, even for a second, on treading this path. He was not negligent in moving forward. His old friends broke off their relationship with him. Those who had extravagant claims became unhappy and they separated from him. They waged wars against him in order to overthrow him. Those who used to praise him in the past turned into his mortal enemies.

But the criticism of these people did not at all influence the Commander of the Faithful (a.s.). "I am one of the people who is not intimidated by the criticism of faultfinders" [Nahjul Balaghah, Sermon 192]. He continued the path in a steadfast way until he was martyred. "He died by assassination in the mosque at Kufa, death occasioned by his own generous fairness." This is the character of the Commander of the Faithful (a.s.); these are the outward qualities that we can see. See how amazing they are: how delicate, beautiful, and astonishing his virtues are.

Now we call ourselves Alavis and Shias of Ali (a.s.). If we say the name of Ali (a.s.), but we do not follow his path, this is of no value. There were some people during the time of that great Imam (a.s.) who expressed their love for him, but who refused to do what he wanted. The Commander of the Faithful (a.s.) treated them without mercy. They were involved in corruption, and he administered divine punishment upon them. They said blasphemous words, and he put them to the sword.

When a number of people saw the greatness of the Commander of the Faithful (a.s.)--we are inferior before this greatness--they said that he was a "god." When we see a great individual, we compare him to a "god." We cannot believe that our great and omniscient God can create such a great individual. But we make a mistake by saying such things. During the time of the Commander of the Faithful (a.s.), some people made this mistake by saying that he was a "god." The Commander of the Faithful (a.s.) ordered all of them to be killed; he did not show mercy towards them; he did not stand in a ceremony with them; he did not say that they are his supporters or that they are exaggerating: he did not do any of that. They abandoned the path of monotheism and fighting against polytheism; they became apostates, and they did not repent. The Commander of the Faithful (a.s.) ordered that divine punishment is inflicted upon them, and he killed all of them.

The Commander of the Faithful (a.s.) is like this. If we imagine that just because we praise the Commander of the Faithful (a.s.) in words or just because we love him in our hearts, Allah the Exalted and the Commander of the Faithful (a.s.) himself will forget about our wrongdoings and our deviation, we should know that this is not the philosophy of the Commander of the Faithful (a.s.). The philosophy of the Commander of the Faithful (a.s.) is treading on the path of God. A Shia Muslim is a person who follows the path of the Commander of the Faithful (a.s.). Now an individual may make a certain mistake or commit a certain sin; this is a different issue. This individual should repent. But the philosophy of the Commander of the Faithful does not at all allow us to pin our hopes on our relationship with the Commander of the Faithful (a.s.) and minimize the seriousness of our deviation from the path of God. The significance of what the Commander of the Faithful (a.s.) did lies in the fact that he did not forget about people's rights, justice, and preserving the path of God just because of certain considerations. Jul 28, 2007

www.wilayattimes.com

Imam Ali a.s; the door of Knowledge

According to Ali (a.s) knowledge is better than wealth, for knowledge guards you while you have to guard wealth .knowledge increases actions, but wealth gradually decreases as it is spent. Let' me conclude only with this hope that we all will take oath that we will lead our life according to the guidance of Prophet Mohammad (s.a.w.w) , Moula Ali and his companions.

FARHAN IRSHAD

To him is all gratefulness, and to him are all thanks, he is creator of all worlds and lord of might and mercy. Peace and blessings be upon Prophet Muhammad (s), the most beneficent, the most glorious, and his Ahlul-bayt (his kins). Thanks to Allah that has made us his followers, the followers of Ali (a.s.) and the kins of Ali, on whom the noble Quran states:! These are my Ahl-al-bayt, my devotees and my supporters, keep away all kinds of dirt (and sins) from them and purify them in the best form of purification."(Surah Al-Ahzab, ayah 33). peace and blessings be upon the head of last Prophet's Ahl al-bayt, the door of knowledge, with endless piousness and patience, measure of justice, the best Gazi, and the father of the orphans, son-in-law, successor and brother of Hazrat Mohammad (s.a.w.w), and finally our first Imam Ali Ibn Abi Talib (a.s) and his pure progeny. I shall try to give as much information as I can about Ali Ibn Abi Talib, recognized by Islam and all schools of thoughts agree upon Ali as sinless Imam and believed to be direct descent from the Prophet (Pbuh). It is not so easy to give detailed information about Ali (a.s.), son of Abu Talib, son-in-law and first cousin of Prophet Mohammad (Peace be upon him), spouse of Hazrat Fatima (s.a), grand lady of this world and the hereafter.

Abil Hadid al-Mutazali, example of faith and justice, scholar of Ahl-Sunna, in his book "commentary on Nahjul-Balagha" (Sharhu-Nahjul Balagha) has used an invaluable sentence to this end: "Oh Ali, what can I say before your personality? Your enemies have hidden your courtesy because of their malice to you, while the friends have hidden because of fear. Yet, your courtesies are never-ending…" Character of Maula Ali (a.s.) is perfectly defined in a short sentence: "Ali (a.s.) is non-recognizable and non-definable".

(ANA MADINATU'L-ILM WA ALI BABUHA FA-MAN ARADA'L-ILM FAL-YA TIL-BAB).

I am the city of knowledge and Ali is its gate;
so whoever desires knowledge, let him enter the gate.

This profound hadith, (saying of the Prophet) recorded by Muslims of every theological school, shows the unique place given by Prophet Muhammad to Hazrat Imam Ali a.s who, married to the Prophet's daughter, Bibi Fatim (S.A) was also cousin to the Holy Prophet; Abdul Mutalib was their common Grandfather. Imam Ali (A.S) did not fail the Prophet in this position of gate of the Prophet's knowledge as evidenced by the vibrant spiritual traditions descending from him in the esoteric practice of Islam in Sunni and Shia followers. Prophet Muhammad s.a.w.w ensured that his legacy would be continued by the formal institution of Hazrat Ali at Ghadhir-e khumm and also by his many traditions, Sunna. He said to Ali, 'you are from me, and I am from you (anta minni wa ana minka).' and more sayings: Ali 'is as my own soul (ka-nafsi.)' And 'Ali is with the quran and the Quran is with Ali. They will not separate from each other until they return to me at the (Paradisal) pool (Al-Howzi Kausar). This transference of the Prophetic nature to Imam Ali is not only in the following of his words and deeds, the sunna, but also of his spirituality, his inner nature, that soul connection that every Muslim aspires to, and Hazrat Ali a.s became the foremost exemplar.

Ali a.s birth in the Kabbah is the unique in the history of the world. Neither a Prophet nor a divine saint was ever blessed with such honor. He was brought under the care and affection of the Holy Prophet .So many years in the company of the Holy Prophet had kept him so close and inseparable that he was one with him in character knowledge ,self sacrifice, bravery, kindness, generosity, oratory and eloquence. Ali a.s was in the shadow of Prophet (s.a.w.w) from his very infancy. The Holy Prophet has said of Ali (A.S) "Oh Ali you are my brother in the world as well as in the hereafter (dome's day), I am the city of knowledge and Ali is the gate .Nobody knows Ali except me and no body knows me except Allah. If you want to see the knowledge of Adam, the piety of Nooh, the devotion of Ibrahim, the awe of Moosa and the service and miracles of Esa look at the bright face of Ali (A.S).

Ali (A.S) was the ocean of knowledge ,master of the masters. He was the person who didn't receive any institutional or formal education. He was taught and guided only Prophet (S.A.W.W) of Islam. Since Allah has inspired the Prophet with science of Quran and Islamic principles. Muslims considered that the Prophet is the one who has only knowledge of all sciences. They were worried because there was no enough time to learn from him, so he openly said to Muslim Ummah:

"ANNA MADINATUL-ILM WA ALI UN BABHUHA"

This is due to the fact that Ali lived with prophet, learned all his knowledge and was the only companion who was able to answer al, questions concerning all issues. He was the authority whom all the companions used to refer while he didn't have to ask anyone about any issue.

Ali (a.s) gained all his knowledge directly from the Prophet by spending much more time with him. Moreover Ali (A.S) was different from all those who achieved knowledge just to freeze it in their minds and be rewarded by it. He believed that knowledge wasn't sought for serving his own interests but for the sake of Allah who owned the whole knowledge. Since Allah wanted Ali (A.S) to teach people this knowledge. Ali (a.s) called on people to ask him even when he was about to meet the death. He used to say; ask me before you lose me"

Ali worked on educating people on Islamic knowledge that is clear through his speeches in Najul balagah. The Imam (a.s) took advantage of every opportunity to make people aware of all the issues surrounding them.

According to Ali (a.s) knowledge is better than wealth, for knowledge guards you while you have to guard wealth .knowledge increases actions, but wealth gradually decreases as it is spent.

At the end , Let' me conclude only with this hope that we all will take oath that we will lead our life according to the guidance of Prophet Mohammad (s.a.w.w) , Moula Ali and his companions.

Author hails from Labertal area of Budgam and is English teacher at Imamia public school Labertal Budgam Kashmir.

Eco-friendly Electric Buses to be introduced in Srinagar Soon

Srinagar Smart City proposes to introduce Eco-friendly Electric Buses in Srinagar City under the Srinagar Smart City mission. A formal request to this effect has been made by Farooq Ahmad Lone, Chief Executive Officer, Srinagar Smart City Limited to Managing Director, JKSRTC wherein M.D, JKSRTC has been requested to submit the DPR (Detailed Project Report) regarding the proposal. The proposal has been made under the pan-city projects in urban mobility component of the Srinagar Smart City. The introduction of electric buses has been approved as Convergence Project between J&K State Road Transport Corporation (JKSRTC) and Srinagar Smart City Limited (SSCL) for which provision of Rs 19.88 crores has been proposed under the Smart City funding for the purpose spread over a period of two years. The electric buses are expected to ply on city roads soon as electric buses are being introduced as an electrification of passenger transportation and are being promoted to reduce the levels of air pollution caused due to the conventional buses. Electric buses are battery driven which are electrically charged at designated charging stations. These also offer zero-emission, quiet operation and better acceleration compared to the traditional buses. With energy consumption of about 1.2 kWh/Km the cost of operation of these buses is also low compared to the traditional diesel or CNG run buses. Meanwhile, Managing Director, State Road Transport Corporation Mir Afroz told that SRTC has already placed an order for procurement of 40 electric buses under FAME scheme of Department of Heavy Industries Govt of India. "Under this scheme the GOI will bear 60% of the cost of the bus and the State Govt will contribute 40%. These buses are expected to be on roads within next 4-5 months", he said. (KNS)

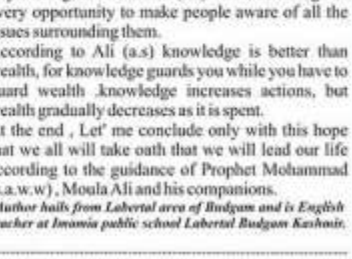

Printer, Publisher & Owner: Waseem Raja; Editor in Chief: Waseem Raja; Ass. Editor: Mohammad Afzal Bhat; R.N.I No: JKBIL/2015/6342
Published From: Maisuma Bazar, Gaw Kadal Srinagar (J&K); Adms. Office: Natipora Sgr; Printed at: Khidmat Offeset, Abi Guzar The Bund, Srinagar;
Contact: +91-9419001884; Email: editorwilayattimes@gmail.com; Website: www.wilayattimes.com

3rd Year of Publication

Srinagar

WILAYAT TIMES

Weekly

Vol:04 | Issue:14 | Pages:08 | 2nd April 2017 to 8th April 2018 | Rs.5/-

The Student of Govt.Middle School Patwaw Budgam Kashmir namely Adil Ali Rather is suffering from acute leukemia (Blood Cancer)and is undergoing treatment at SKIMS Soura .He belongs to poor family and cost of treatment is huge which is beyond the reach for his family .Kindly help him to save the precious life.

Account No:0078041000002207,IFSC:JAKA0MAJLIS

JK Bank Budgam Kashmir,

M.No:+91-9622757732

Want to Write for Wilayat Times?

Drop your articles and stories at

editorwilayattimes@gmail.com

Imamia Library Watergam Baramulla

To promote knowledge, vision and awake people, Imamia library came into existence by citizens of Watergam Baramulla of North Kashmir.Our appeal to come forward and join the mission to serve society. Help us by donating qualitative books and financial means

M-No:+91-9596332422; 9797888534

EHSAAS TRUST INTERNATIONAL

Centre for Development of Education

Social Ethics Culture & Human Values

EHSAAS

Educational Rehabilitation And Scholarship Initiative of EHSAAS INTERNATIONAL

ALL INDIA TALENT SEARCH TEST- 2018

CONDUCTED BY NIDA EDUCATIONAL TRUST, LUCKNOW

ELIGIBILITY: Passed 10+2 with 50 % marks (Med/ Non Med)

TEST FORMS: Apply online at - WWW.NTST.IN

Last Date of form submission: 10TH APRIL 2018

VENUE: S.P COLLEGE RESIDENCY ROAD SRINAGAR

Date & Time : 14TH APRIL 2018, 10.00 AM TO 12.30 PM.

Candidates shall report at the examination centre 45 mins before exam time

The candidates selected according to merit list will be eligible for scholarships on merit cum means basis through various institutions and prizes in kind of laptops, tabs etc. For further announcement and instructions candidates are advised to keep in touch with us through Facebook Instagram & email in their own interest.

CAREER COUNSELLING

A session with Experts/representatives of various institutions where students will be allotted admission after qualifying the test.

AUDITORIUM SP COLLEGE SRINAGAR

2:00 PM 14th April 2018

IDARA ABUL FAZAL ABASS LIBRARY

Venue: Al Qudus Complex near SDH Magam

10:00AM 15th April 2018

YADULLAH HELPING HAND TRUST, BUDGAM

Venue: Al-Asma Educational Institute Budgam

2:00PM 15th April 2018

Students who have passed 10+2 and their parents are welcome to attend the session even if they have not appeared in NTST Entrance.

ENQUIRES: 9906660165 / 7006264226 / 7889632163

"From dankness to light"

IDHRA LIBRARY IMAM ZAMAAN (A. S.) LABERTAL BUDGAM KASHMIR

"To be carried out in accordance with the Islamic Shariah

Objectives:(1)Help people (especially youths of our community) to carry out Islamic activities in pursuance of Islam as a complete way of life. (2)Provide funeral, burial and cemetery facilities to Muslims.(3)Propagate and promote Islam and to publish Islamic books, literature and to maintain a library for these purposes.(4)Carry out religious and charitable acts including helping the needy families.(5)Strengthen fraternal bonds and brotherly

"Your cooperation and judgement is our pleasure". We proudly and loudly invite all the youths to taste this excellent opportunity and get all types of Islamic books (specially Faqa jaffri) to read free without any cost. For registration details your may visit us at Idhraimamzamanlibrary@gmail.com Or Feel free to call at 7298203436/ 8825099960

Read & Stay Connected With WILAYAT TIMES

A 10 years old boy Mujtaba Ali from Noori Pora Magam District Baramulla Kashmir is suffering from a kind of tumour and is undergoing treatment at Max Super Speciality Hospital Phase 6 Chandigarh.He belongs to poor family and cost of treatment is nearly Rs.15 lacs which is beyond the reach for his family .Kindly help and pray for him to save the precious life.

Account No:0090040100090603;

IFSC Code:JAKA0MAGGAM

M.No:+91-7780926423;+91-7889890651